سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۸۴

قلبِ سلیم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلۂ مواعظِ حسنہ نمبر ۸۰

قلبِ سلیم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

خلیفۂ مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

عارف العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : قلبِ سلیم

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۴ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۹۴ء، بروز اتوار

مقام : مسجدِ نور مانچسٹر، برطانیہ

مرتب : حضرت مولانا محمد ایوب سورتی صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہٗ کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں ہے آپ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر مقبولیت عطا فرمائی ہے اور آپ کے بیانات عجیب وغریب تاثیر کے حامل ہیں، جو بھی آپ کے بیان اور مجلس میں بیٹھا ہے اس نے یہ بات ضرور محسوس کی ہے کہ آپ کا دل مسلمانوں کی اصلاح کے لیے کس قدر تڑپتا ہے اور آپ کتنے پیارے انداز میں مسلمانوں کو دین کی طرف لانے اور انہیں اللہ سے تعلق قائم کرنے کے لیے جدوجہد فرماتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کے مواعظ ومجالس اور آپ کے بیانات واجتماعات نے ہزاروں زندگیوں میں دینی انقلاب پیدا کردیا ہے اور یہ بات صرف برصغیر کے مسلمانوں کی نہیں یورپی اور افریقی ممالک کے مسلمان جو وہاں کے معاشرہ اور اپنی کوتاہی کے باعث دین سے دور ہو چکے ہیں، حضرتِ اقدس کے مواعظ ومجالس نے پھر سے ان کی زندگی کا رُخ بدل کر رکھ دیا ہے اور ان کے دلوں میں خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پیدا فرمادی۔ آج ان ممالک میں ان دوستوں کی کمی نہیں جو حضرتِ اقدس کی وجہ سے اپنے دل کی دنیا روشن اور آباد کیے ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ روز بروز بڑھ رہا ہے اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

ایشیا یورپ سے لے کر افریقہ تک فیض یاب
کیا بتاؤں فیضِ اختر کیسا عالمگیر ہے

حضرتِ اقدس جب کبھی برطانیہ کے مسلمانوں کو شرفِ زیارت وملاقات سے نوازتے ہیں عوام تو عوام علماء اور صلحاء کی ایک بڑی تعداد حضرتِ اقدس کے ساتھ ساتھ رہنے کو سعادت جانتی ہے۔ ۱۹۹۴ء میں ہوئے سفر برطانیہ کے دوران حضرتِ اقدس ۱۱/ ستمبر بروز یک شنبہ بعد نمازِ

www.khanqah.org

ظہر مسجدِ نور مانچسٹر میں مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کے لیے تشریف لائے، آپ نے اپنے خطاب سے قبل امامِ مسجد سے ان کا نام پوچھا تو امام صاحب نے اپنا نام محمد سلیم بتایا۔ چناں چہ حضرت والا نے اس نام کی مناسبت سے اپنے وعظ کا عنوان ''قلبِ سلیم'' اختیار فرمایا جو اس وقت آپ کے پیش نظر ہے اسے ملاحظہ فرمایئے اور اپنے دلوں کی طرف نظر کیجیے اور سوچیے کہ کیا ہمارا قلب قلبِ سلیم کا مصداق ہے یا کہیں خدانخواستہ قلبِ سقیم تو نہیں ہے؟ حضرتِ اقدس نے قلبِ سلیم کی جو علامات بیان فرمائی ہیں ان پر غور فرمائیں اور اپنے قلب کو سلیم بنانے کی فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور حضرت کے فیوض و برکات کو جاری رکھے، آمین۔

فقط محمد ایوب سورتی عفا اللہ عنہٗ

❁❁❁❁

دیدۂ اشکبار یدہ

لذتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدہ اشکبار یدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہوگئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

قلبِ سلیم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ﴿۸۹﴾ [۱]

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیج کر مال اولاد اور تجارتوں میں مشغول فرماتے ہوئے ایک خبر دے دی کہ دیکھو پردیس کی رنگ رلیوں میں پھنس کر اپنے وطن یعنی آخرت کی زندگی کو برباد مت کرنا۔ وہ بین الاقوامی بے وقوف، انٹر نیشنل گدھا ہے جو پردیس کی رنگ رلیوں میں پھنس کر اپنے وطن کی زندگی کو برباد کر دے۔

بتلاؤ! ہمیں یہیں رہنا ہے یا کبھی جانا ہے قبرستان، خاموش نگر میں؟ ایک دن جانا ہے نا اس دنیا سے، میرا ایک شعر اُردو کا ہے ؎

آکر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

یہ مکان بنانا ہے، یہ کرنا ہے، کیسی کیسی اسکیمیں بناتا ہے لیکن جب قضا آتی ہے تو آنکھ کھلی ہے مگر نظر نہیں آتا، کان سے سن نہیں سکتا، زبان ہے چکھ نہیں سکتی، ہاتھ سے پونڈ کو گن نہیں سکتا سارے حواس معطل ہیں۔ اکبر الٰہ آبادی جج نے کہا تھا ؎

[۱] الشعرآء:۸۸-۸۹

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

اور اکبر نے ایک شعر اور بھی کہا تھا۔

حرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا
پانی پینا پڑا ہے پائپ کا

اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا۔

نہیں سیکھا انہوں نے دین رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

پھر دین کیسے ملے گا؟ فرمایا

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

کتنا ہی کوئی نالائق ہو ذرا اللہ والوں کے پاس رہ کر دیکھ لے، اگر صبح شام کہے کہ میں نالائق ہی رہوں گا، لائق نہیں بنوں گا لیکن اللہ والوں کی صحبت کا اعلان رہے گا کہ تو نالائق ہے مگر تو اگر صحبت میں رہے تو تجھ کو لائق بنانا پڑے گا جیسے لنگڑے آم سے دیسی آم کی قلم لگ جائے اور صحیح قلم ہو اور سائنس دان شاخیں کاٹ رہا ہے تو دیسی آم صبح سے شام تک تین دفعہ کہتا رہے کہ میں لنگڑا آم نہیں بنوں گا تو لنگڑے آم کی قلم کہے گی کہ بن کے رہے گا لنگڑا آم، بن کے رہے گا لنگڑا آم۔

بس سمجھ لو! اللہ والوں کی صحبت سے ان شاء اللہ کتنا ہی نالائق کمینہ نفس ہو ولی اللہ بن جائے گا۔ ولی کی قلم اور ولی اللہ کی صحبت سے انسان ولی بن جاتا ہے۔

آج ہم کو رونا یہی ہے کہ نیک صحبتیں کم ہو گئیں، اس وجہ سے ہمارے اندر بے دینی پھیلی جارہی ہے ورنہ بڑے بڑے شرابی اللہ والوں کی صحبت سے ولی اللہ بن گئے۔

جونپور میں ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہر میں ایک شرابی رہتا تھا

www.khanqah.org

زبردست آل انڈیا شاعر تھا۔ ڈاکٹر صاحب سے عرض کیا کہ آپ ایل ایل بی ہو کر حضرت تھانوی کے خلیفہ ہیں اور سر سے پیر تک نور ہی نور محسوس ہو رہا ہے، لمبا کُرتا، گول ٹوپی صالحین کی وضع بڑے بڑے علماء آپ سے اصلاح لے رہے ہیں، یہ نعمت آپ کو کہاں سے ملی؟ کیا کوئی شرابی بھی ولی اللہ ہو سکتا ہے؟ تو کہنے لگے کہ آپ جایئے، جس کی صحبت کی برکت سے ہزاروں ولی اللہ بن گئے آپ بھی ان شاء اللہ بن جائیں گے، بنانے والا تو اللہ ہے جیسے بیٹا اللہ دیتا ہے مگر میاں بیوی کی صحبت بھی ضروری ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم خط و کتابت سے ولی اللہ ہونا چاہتے ہیں۔

حکیم الامت فرماتے تھے کہ بیوی ہو کراچی میں، شوہر ہو لاہور میں یا شوہر رہتا ہو انگلینڈ میں اور بیوی ہو گجرات میں اور خط و کتابت دونوں کرتے رہیں تو کیا اولاد ملے گی؟

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کوئی شخص پاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کروڑ خط لکھتا ہے لیکن آپ کی زیارت نہیں کرتا اور آپ کی صحبت میں نہیں جاتا تو کیا وہ صحابی ہو سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے بغیر صحابی نہیں ہو سکتا تو اہل اللہ کی صحبت کے بغیر اہل اللہ نہیں ہو سکتا۔

میرے شیخ اوّل حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جن کی تربیت میں خود حضرت والا ہردوئی دامت برکاتہم رہتے تھے، مختصر سے جملے میں فرمایا کہ مٹھائی ملتی ہے مٹھائی والوں سے اور کباب ملتا ہے کباب والوں سے، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے، آم ملتا ہے آم والوں سے تو اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے۔ اگر اللہ کی پیاس ہوتی تو آپ ایک ہزار میل دوڑے چلے جاتے۔

ایک شخص ملک شام سے مدینہ پاک آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ جو التحیات سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سکھائی تھی وہ مجھ کو سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص! تیرا مدینہ شریف میں کوئی بزنس نہیں ہے؟ کوئی رشتہ دار نہیں ہے؟ خالی التحیات سیکھنے آیا ہے؟ اس نے کہا واللہ! قسم اللہ کی میرا مدینہ پاک میں کوئی کام نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ سے وہ التحیات سیکھ لوں جو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.khanqah.org

سکھائی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اے اہلِ مدینہ! اگر جنّتی دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لو۔ اب مزاج یہ ہے کہ دین سکھانے والوں کو ہر ہر شہر میں، ہر ہر محلہ میں گھسیٹو، اگر دس میل بھی دور ہے تو سکھانے والا تو کراچی سے اتنی دور آوے اور سیکھنے والا یہاں سے دس میل دور بھی جانے کا نام نہ لے لیکن جن کو پیاس تھی تو ہزاروں میل جاکر اللہ والوں کی صحبت اٹھائی اور ولی اللہ بن گئے اور اپنی دنیا بھی بنا گئے اور آخرت بھی بنا گئے۔

آپ کہیں گے دنیا کیسے بنتی ہے؟ جب اللہ اطمینان اور سکون اور چین کی زندگی بنادیتا ہے تو وہ دنیا اس کی چٹنی روٹی کے ساتھ بہتر ہے، جس کے دل میں چین اور سکون اللہ کے نام کے صدقے میں آگیا وہ اس مال دار سے بہتر ہے جو بریانی اور کباب کھا رہا ہے اور مانچسٹر میں دوڑ رہا ہے اور ہر وقت پونڈ گن رہا ہے لیکن سکون نہیں ہے، بد حواس ہے، پریشان ہے۔ بتاؤ کون سی زندگی بہتر ہے؟ جو چین اور سکون کے ساتھ مل جائے ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اللہ والوں کی دنیا الگ ہوتی ہے، اللہ کے نام کے صدقے میں ان کا عالم الگ ہوتا ہے، اللہ ان کے زمین و آسمان کو الگ کردیتا ہے کافروں کے زمین و آسمان سے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سورج ہمارا سورج نہیں ہے کیوں کہ دشمن بھی اس سورج سے فائدہ اٹھا رہا ہے، دوستوں کے لیے وہ سورج ہونا چاہیے جو دوسروں کو نہ ملے۔ کیا مطلب؟ یعنی آپ کے ذکر کی توفیق ہو آپ کا نور ملے۔ اے سورج و چاند کے خالق اور سورج و چاند کو روشنی کی بھیک دینے والے! اگر ذکر اللہ کے صدقے میں آپ ہمارے دل میں آجائیں تو وہ نور سینکڑوں آفتاب کے نور سے بہتر ہے، جب دل میں اللہ آتا ہے تو اپنی خالقیت کی تمام صفات لے کر آتا ہے، سینکڑوں آفتاب لے کر آتا ہے، پھر وہ دِل اس چاند و سورج کا محتاج نہیں رہتا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا دن اس سورج سے نہیں نکلتا ہے، ہم جب آپ کا نام لیتے ہیں، فجر کی نماز پڑھ کر تلاوتِ کلامِ پاک کرتے ہیں تب ہمارا دن نکلتا ہے

کیوں کہ سورج کا یہ نور مخلوق ہے اور ہمیں آپ سے رابطہ ہے، ہم آپ کو خوش کرنا چاہتے ہیں لہٰذا عاشقوں کا سورج جب نکلتا ہے جب اللہ ان کے دل میں آتا ہے، اور جو سورج دوست کو بھی ملا اور دشمن کو بھی ملا اس میں ہماری امتیازی شان کیا رہی۔

آپ بتائیے ایک دشمن اور ایک دوست آئے اور وہ تحفہ مانگے آپ نے وہی تحفہ دوست کو دیا اور وہی دشمن کو بھی دیا تو وہ دوست کہے گا کہ ہمارا کیا ہوا، مرے تھے جس کی خاطر اس نے ہمیں کوئی امتیازی شان نہ دی، جب آپ کو دشمن اور دوست کی نعمت میں فرق نہیں ہے تو پھر ہمیں دوستی سے کیا ملا؟

اس لیے دوستو! خوبصورت بیوی، بہترین تجارت، مرسڈیز کاریں دشمنوں کے پاس بھی ہیں، اگر مومن کو یہ چیزیں مل جائیں تو یہ اس کی امتیازی شان نہیں ہے۔ مومن کا خاص معیار اللہ کا ذکر کرنا اور اللہ کو راضی کرنا ہے، ورنہ بتاؤ امریکا کا ایک یہودی بھی مرسڈیز پر جارہا ہے اور ایک ولی اللہ بھی جارہا ہے دونوں میں کیا فرق ہے؟ یہودی خالی کار کو لیے جارہا ہے اور یہ مومن عالی سرکار اللہ تعالیٰ کو لیے جارہا ہے، وہ مخلوق میں مخلوق کو لیے جارہا ہے اور یہ مخلوق میں خالق کو لیے جارہا ہے۔

اب میرے دو شعر سن لو! کیوں کہ بعض سیدھے سادے مومن جب شاندار بلڈنگ اور شاندار کار نہیں پاتے تو دل چھوٹا کرتے ہیں کہ اللہ نے دشمنوں کو، یہودیوں کو، کافروں کو اتنا اتنا دیا اور ہم ذکر اللہ اور تہجد وغیرہ سب کررہے ہیں ہم کو اللہ نے کم دیا۔ دوستو! تم کو وہ دیا ہے جو دشمنوں کو نصیب نہیں، ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ کیا دیا ہے۔

ایک نادان بچے کو پچاس پاؤنڈ دے دو اور ایک ٹافی دے کر اس سے پچاس پونڈ لے لو، وہ دے دے گا، اس لیے کہ وہ نادان ہے، اسے پتا نہیں کہ پچاس پاؤنڈ کے نوٹ سے کتنی ٹافیاں خریدی جاسکتی ہیں۔ ایسے ہی ہم لوگ نادان ہیں، اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت کی توفیق کے باوجود ہمیں حسرت ہوتی ہے لیکن جو اللہ کو پاجائے اسے حسرت کیسی، جو حقیقت میں اللہ کو پاجاتا ہے اس کو حسرت نہیں ہوتی ؂

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

اب میرا شعر سنو ؎

دشمنوں کو عیشِ آب و گِل دیا

کون دشمن؟ یہودی نصرانی اور جتنے کافر ہیں ان کو کیا دیا؟ عیش آب و گِل، آب کا معنیٰ پانی، گِل کا معنیٰ مٹی۔ مٹی کی عورت دے دی، مٹی کے کباب دے دیے، مٹی کی بریانی دے دی، مٹی کا مکان دے دیا، مٹی کی موٹر دے دی، اسی میں وہ خوش ہیں۔ ان مٹیوں میں خوش ہیں اور خالقِ سماوات وافلاک سے ان کا رابطہ نہیں ہے ؎

دشمنوں کو عیشِ آب و گِل دیا
دوستوں کو اپنا دردِ دل دیا

دیکھو اپنی شاعری کی داد میں خود دیتا ہوں کیوں کہ میرا دل خود مزہ لیتا ہے۔ آپ کہیں یا نہ کہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا کرتا ہے وہ اللہ کے ذکر سے خود مزے اڑاتا ہے کوئی اس سے کہے یا نہ کہے۔

آپ بتائیے ایک آدمی تنہائی میں سموسے پاپڑ اور کڑھی کھچڑی کھا رہا ہے جو گجرات کی خاص غذا ہے، مزے لے رہا ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں ارے میاں! کچھ ترقی نہیں کی ہے نہ کار ہے، نہ بنگلہ، اور جو ترقی کر کے ہر وقت مصیبت میں ہے گردے بے کار، بلڈ کینسر میں مبتلا ہے، پریشان ہے اور یہ صحت وعافیت کے سموسے اور پاپڑ کھا رہا ہے، بتاؤ کون مزے میں ہے؟ اور دیکھو پاپڑ پہلے بیلا جاتا ہے پھر کھایا جاتا ہے، اگر کچھ دن محنت کر لیں تو ان شاء اللہ محبت کا پاپڑ مل جائے گا، مگر ہم لوگ چاہتے ہیں کہ بیلنا نہ پڑے بس ہر وقت کھانے کو مل جائے، اللہ والوں کی صحبت میں مجاہدہ نہ کرنا پڑے، گناہوں سے نہ بچنا پڑے اور سب کچھ مل جائے۔ پہلے مجاہدہ کرو مشقت اٹھاؤ پھر اللہ ملتا ہے، صحابہ نے جانیں دیں، شہادت کا جام نوش فرمایا پھر خدا ملا۔ سن لو پھر میرا شعر ؎

دشمنوں کو عیشِ آب و گِل دیا
دوستوں کو اپنا دردِ دل دیا

اب دونوں میں فرق کیا ہے؟ آج کل کہاں دردِ دل سمجھنے والے ہیں فرق سنیے ؎

ان کو ساحل پر بھی طغیانی ملی
ہم کو طوفانوں میں بھی ساحل دیا

وہ ایئرکنڈیشنوں میں خودکشی کررہے ہیں اور ہم کو غموں اور پریشانیوں میں بھی امن وسکون دیا یعنی؎

زندگی پُرکیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اللہ والوں کو ہزار پریشانی نظر آئے مگر ان کا دل غم پروف ہوتا ہے۔ اگر سوئٹزرلینڈ اور یورپ والے گھڑیوں کو واٹر پروف کرسکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے عاشقوں کے دل کو غم پروف کرسکتے ہیں، چاروں طرف غم ہوگا مگر اللہ والوں کے دل میں غم گھس نہیں سکتا، ہر وقت تسلیم ورضا سے خوش اور مست ہیں؎

بے کیفی میں بھی ہم نے تو اک کیفِ مسلسل دیکھا ہے
جس حال میں بھی وہ رکھتے ہیں اس حال کو اکمل دیکھا ہے

تو دوستو! میں بھی یہی کہتا ہوں، مسجد میں ہوں قسم کھاتا ہوں کہ واللہ! دنیا سے وہ شخص محروم گیا جس نے اللہ کو نہیں پایا کیوں کہ جس کو ہم پایا سمجھ رہے ہیں مکان پایا، پاپڑ پائے، سموسے پائے، بیوی پائی، بچے پائے، کاروبار پایا لیکن مرنے کے بعد کیا پایا یہ بتاؤ؟

جب جنازہ زمین میں اترتا ہے تو کتنے سموسے پاپڑ جاتے ہیں، کتنی مرسڈیز کاریں، کتنی بیویاں اور کتنے بچے ساتھ جاتے ہیں؟ لیکن جس نے اللہ کو پالیا وہ زمین پر مست رہتا ہے، اس کے آگے سلاطین کے تخت وتاج کا نشہ کچھ نہیں ہے کیوں کہ بادشاہانِ دنیا تخت وتاج یعنی خدا کی ادنیٰ بھیک سے مست ہیں اور اللہ والے بھیک دینے والے کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں، بغیر سلطنت کے ان کو سلطنت کا نشہ ملتا ہے، بغیر لیلیٰ کے لیلاؤں کا نشہ ان کو ملتا ہے کیوں کہ وہ خالقِ لیلائے کائنات جس دل میں آتا ہے تو بے شمار نمکیاتِ لیلائے کائنات ساتھ لاتا ہے، اس لیے کسی اللہ والے کو آپ نہیں دیکھیں گے کہ وہ رومانٹک دنیا میں پھنس جائے، وہ یہی کہے گا کہ خدا بچائے اس رومانٹک دنیا سے، اِلَّا الْحَلَال، حلال مستثنیٰ ہے۔ نہیں تو اپنی بیویوں سے کہہ دوگے کہ آج ہم نے تقریر سنی ہے اس لیے ہمارے سامنے مت آؤ۔ خدا کے

www.khanqah.org

لیے بیویوں کو محبت سے رکھو اس سے مولیٰ بھی خوش ہوتا ہے، یہ ثواب ہے۔ اس سے میرا مطلب غیر اللہ سے بچانا ہے جو حرام ہے، سڑکوں پر جو بے پردہ پھر رہی ہیں ان کو دیکھنا حرام ہے، سڑکوں پر حرام کی طرف مت دیکھو، حلال کی چٹنی روٹی کھا کر اللہ کی یاد سے مست رہو۔ اللہ کی یاد میں وہ نشہ ہے جو دنیا کی شراب کیا جانے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست

دنیا کی جتنی شرابیں ہیں یہ میری مستیوں کی بھک منگی ہیں۔ یہ کیا جانے مستیاں جس کو پی کر مُوتنا پڑتا ہے، شراب پیتے ہی شرابی کو پیشاب لگتا ہے اور اللہ والے اللہ کی محبت کی شراب پی کر نہ اترنے والی مستی سے مست رہتے ہیں اور ان کے سینے انوار سے بھر جاتے ہیں ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

کیا عرض کروں! ارے دونوں جہاں کا مزہ لینا ہو تو اللہ والے بن جاؤ۔ کیوں بھائی اللہ خالقِ دوجہاں ہے یا نہیں؟ جو اللہ کو پاتا ہے وہ دونوں جہاں کا وٹامن اور خلاصہ پا جاتا ہے، اتنا کوئی سیب نہیں کھا سکتا، تین سیب کے بعد پیٹ پھٹنے لگے گا لیکن جو اللہ پر عاشق ہوا تو ساری کائنات کے سیب اللہ کے نام میں موجود ہیں، ساری کائنات کی بریانیوں کا حاصل اللہ کے نام میں موجود ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ خالقِ لذاتِ کائنات، سرچشمۂ ولذاتِ کائنات ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کو پیار کیا، اللہ سے محبت کی، اللہ جس کے دل میں آگیا وہ دونوں جہاں کا مزہ پا گیا، وہ سب سے زیادہ مزے میں ہے، جنت سے بڑھ کر مزے میں ہے کیوں کہ جنت مخلوق ہے اور اللہ خالق ہے، کیا جنت خالق کے مقابلے میں آسکتی ہے؟ جس نے اللہ کو پالیا جنت سے زیادہ مزہ دنیا ہی میں پا گیا۔ اسی انگلینڈ میں میرا ایک شعر ہوا ہے حافظ موسیٰ کے یہاں جارہا تھا ناشتہ کے لیے، دیکھا کہ ایک انگریز عورت دو کتے لیے جارہی ہے تو فوراً یہ شعر ہوا ؎

کسی کو ذوقِ گلاب اور کسی کو ذوقِ کلاب ہے
کوئی جنابت میں مبتلا ہے تو کوئی عالی جناب ہے

اللہ والے عالی جناب ہیں اور ان انگریزوں پر ہر وقت غسل فرض رہتا ہے اور دوسرا شعر ناشتہ کے وقت ہوا ؎

مانا کہ میر گلشن جنت تو دور ہے
لیکن ہوں دل میں خالقِ جنت لیے ہوئے

اللہ سے تعلق کرکے دیکھو! مفت میں بلا الیکشن کیے ہوئے سلاطین کا مزہ آئے گا، لیلاؤں کے نخرے برداشت کیے بغیر لیلیٰ کے نمک کا مزہ آئے گا کیوں کہ وہ مولیٰ ہی نمک دینے والا ہے، جھاپڑ کے بغیر آپ کو سموسہ اور پاپڑ ملے گا، دل میں مزہ ملے گا، اللہ کا مزہ دل میں ملتا ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تری پہچان یہی ہے

لیکن کس دل میں اللہ آتا ہے، کس دل کو اللہ تعالیٰ اپنا مہمان خانہ اور گھر بناتا ہے؟ حدیثِ قدسی ہے اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ [۲] میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں آتا ہوں۔ ہم لوگ ثابت گھر میں رہتے ہیں جو بہت صاف ستھرا ہو اور اللہ تعالیٰ ٹوٹے ہوئے دل کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں۔ دل کب ٹوٹتا ہے؟ مسجدوں میں دل نہیں ٹوٹتا، عبادت سے اور بھی نشہ چڑھ سکتا ہے۔ عبادت کیجیے، فرض واجب سنتِ مؤکدہ ادا کرنا ضروری ہے لیکن دل سڑک پر ٹوٹتا ہے جب آپ نظر بچاتے ہیں۔ اگر دل کو اللہ کا گھر بنانا ہے تو سڑکوں پر اپنی نظر بچائیے۔ سڑکوں پر ننگی ٹانگیں بڑے بڑے صوفیوں کو ٹانگ لیتی ہیں، تو جب آپ نظر بچائیں گے اور ہر گناہ سے بچیں گے تو دل کی آرزو ٹوٹتی ہے کیوں کہ دل دیکھنے کو چاہتا ہے نہ دیکھنے سے آرزو ٹوٹی، یہی دل ٹوٹنا ہے تو ٹوٹے ہوئے دل میں اللہ ہوتا ہے، خداخونِ آرزو سے ملتا ہے۔ جب اُفق لال ہوجاتا ہے تو دنیا کا سورج نکلتا ہے، دل میں اللہ کا سورج کب نکلے گا؟ جب خونِ آرزو سے دل لال ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ پھر دیکھو گے کہ دل کے ہر اُفق سے اللہ کے قرب کا آفتاب نکلے گا۔ دنیا کا آفتاب تو ایک اُفق سے، مشرق کی طرف سے نکلتا ہے لیکن اللہ والوں کے قلب میں ہر طرف سے نکلتا ہے، جو آرزوؤں کا خون پیتے رہتے ہیں ان کے قلب کے چاروں آفاق سے اللہ کے نور کا سورج طلوع ہوتا ہے۔ مفت میں کہیں اللہ ملتا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

۲ التشرف بمعرفة احاديث التصوف: ١٦٣، المكتبة المظهرية، كراتشي

اَلَا اِنَّ سِلْعَۃَ اللّٰہِ غَالِیَۃٌ[۳]

اے لوگو! اللہ کا سودا بہت مہنگا سودا ہے۔ سستا مت سمجھو کہ بس اوپر سے بن گئے مسلمان، گائے کا گوشت کھالیا اور پکے مسلمان ہیں۔ ایک اللہ والا صوفی جنگل میں جارہا تھا اس نے اللہ سے کہا کہ میں تجھ پر کیا فدا کردوں، تیری کیا قیمت ادا کروں کہ جس سے تو مل جاوے۔ اوپر سے آواز آئی، اے بندے! دونوں جہاں مجھ پر قربان کردے تو اس نے کہا کہ ؎

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتئی
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اے اللہ! آپ نے اپنی قیمت دونوں جہاں کہی ہے، دام اور بڑھایئے، ابھی تو آپ بہت سستے معلوم ہوتے ہیں۔

دیکھو انسان تقویٰ سے ولی اللہ بنتا ہے لیکن تقویٰ ہے کیا چیز؟ گندے کام چھوڑ دو، گناہ چھوڑ دو یہی تقویٰ ہے۔ کیوں بھائی گناہ خراب کام ہے یا اچھا؟ خراب کام ہے۔ اور گناہ سے عزت ملتی ہے یا ذلت؟ تھوڑی دیر کے لیے لذت ملتی ہے پھر ذلت ہی ذلت ہے ؎

لذتِ عارضی ملی عزتِ دائمی گئی

لیکن ہم اگر اللہ پر فدا ہو جائیں اور گندے کام چھوڑ دیں، گناہوں کے کنکر پتھر پھینک دیں اور ہمیں اللہ کے قرب کا موتی مل جائے تو بتاؤ ہم نفع میں ہیں یا نہیں؟ ایک دن تو گناہ چھوڑنا پڑے گا جب کفن میں لپیٹا جائے گا پھر بھی کوئی ٹیڈی دیکھے گا، کسی ٹیڈی پر نفس کو ریڈی کرے گا اور ٹیڈی کے ساتھ اسٹیڈی کرے گا؟ آج تک آپ نے کسی جنازے کو دیکھا کہ کفن میں سے جھانک کر کسی کی ننگی ٹانگ کو دیکھ رہا ہے؟ تو جب مر کے چھوڑنا ہے تو جیتے جی گناہوں کو چھوڑ دو، اللہ یہی چاہتا ہے۔ مرنے کے بعد تو گناہوں کو مجبوراً چھوڑوگے، اگر جیتے جی چھوڑ دو تو ولی اللہ بن جاؤ گے۔ جس نے تمہیں زندگی دی ہے اس اللہ پر زندگی کو فدا کرو ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

---

[۳] جامع الترمذی: ۲/۷۱، باب صفۃ القیامۃ، ایچ ایم سعید

ورنہ کچھ دنوں کے بعد جب ان معشوقوں کا جغرافیہ بدل جاتا ہے، عورت بڈھی ہو جاتی ہے، لڑکا بڈھا ہو جاتا ہے، پھر بتاؤ! ان کے عشاق وہاں ٹکتے ہیں؟ ایسے بھاگتے ہیں جیسے گدھا شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ بین الاقوامی اُلّو دیکھنا ہو تو ان رنگ و روغن دیکھنے والوں کو دیکھو۔ چند دن کا کھیل ہے، پھر ان معشوقوں کا کیا حال ہو گا؟ میرا شعر سنو ؎

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

دوسرا شعر ؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

اس لیے بس اللہ والے بن جاؤ تو نفع میں رہو گے۔ زمین پر بھی، زمین کے نیچے بھی، میدانِ محشر میں بھی، تینوں زندگیوں میں آپ مجھے دعا دیں گے۔ بس اللہ والے کام کرنے لگیں اور نافرمانوں والے کام چھوڑ دیں یعنی اچھے کام کرنے لگیں اور خراب کام چھوڑ دیں۔ دیکھیے خراب لفظ ہی خراب ہے، خر کے معنیٰ گدھا اور آب کے معنیٰ پانی یعنی گدھے کا پانی۔ گدھے کا پانی پیشاب ہوتا ہے، اس کو بھی نہ چھوڑو گے تو پھر کیا کرو گے۔

اب میں تفسیر عرض کر دیتا ہوں جس کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مال واولاد تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے مگر جن لوگوں نے یومِ محشر میں اللہ کو قلبِ سلیم پیش کیا۔ میں نے مولانا سلیم کی وجہ سے قلبِ سلیم کا عنوان یہاں تجویز کیا۔ قلبِ سلیم کی پانچ تفاسیر ہیں تاکہ ہمیں اور آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا قلب سلیم ہے یا نہیں؟ قلبِ سلیم یعنی بھلا چنگا دل اور قلبِ سقیم یعنی بیمار دل لہٰذا اب دیکھنا ہے کہ ہمارا دل بیمار ہے یا سلیم۔

تو قلبِ سلیم کی پانچ علامتیں ہیں:

۱۔ اَلَّذِیۡ یُنۡفِقُ مَالَہٗ فِیۡ سَبِیۡلِ الۡبِرِّ جو اپنا مال اللہ پر فدا کرے۔ حفظِ قرآن کے مدرسوں کے لیے یا مدارسِ دینیہ کے لیے، غرباء و مساکین کے لیے، اللہ کے دین کو پھیلانے کے لیے، غرض جہاں بھی دیکھا کہ دینی ضرورت ہے فوراً اپنا مال پیش کیا اور یقین کیا کہ آخرت

میں ملے گا، یہ اصلی فارن ایکسچینج اور زرِ مبادلہ ہے، اور جو بخیل ہو مکھی چوس ہو کنجوس ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا۔ اب آپ کہیں گے کہ مکھی چوس کے کیا معنیٰ ہیں؟ ایک کنجوس کے سالن میں مکھی گر گئی جب اڑنے لگی تو اسے دوڑ کر پکڑا اور جتنا سالن اس کے پروں پر لگا تھا سب چوس لیا پھر مکھی کو چھوڑ دیا، اس وقت سے کنجوس کے لیے مکھی چوس کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

ایک اور واقعہ یاد آگیا، ایک کنجوس انجیر کھا رہا تھا، انجیر کو عربی میں التین کہتے ہیں۔ اتنے میں ایک قاری صاحب ادھر کو آرہے تھے، اس کنجوس نے دیکھا کہ یہ تو آرہے ہیں ان کو بھی دینا پڑے گا تو جلدی سے انجیر کو چادر میں چھپا دیا۔ جب قاری صاحب آئے تو اس نے کہا قاری صاحب ذرا ایک سورت سناؤ۔ قاری صاحب نے سورۃ التین کی تلاوت اس طرح شروع کی وَ الزَّیۡتُوۡنِ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ تو اس کنجوس نے کہا کہ قاری صاحب آج آپ بھول گئے ہیں وَالتِّیۡنِ چھوڑ دیا وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ ہے، قاری صاحب نے کہا کہ میں بھولا نہیں ہوں مگر وَ التِّیۡنِ کیسے پڑھوں وہ تو چادر کے نیچے چھپی ہوئی ہے۔

۲۔ قلبِ سلیم کی دوسری علامت کیا ہے؟ اَلَّذِیۡ یُرۡشِدُ بَنِیۡهِ اِلَی الۡحَقِّ جو اپنی اولاد کو بھی اللہ والا بنائے۔ دیکھو بھئی! اگر اولاد کو کینسر ہو جائے، بیماری ہو جائے تو دوڑتے ہیں بزرگوں کے پاس اور تعویذیں لاتے ہیں، دعائیں کراتے ہیں، ڈاکٹروں سے دوائیں لاتے ہیں اور اولاد کو اللہ سے غفلت کی بیماری ہو رہی ہے، نماز روزہ کچھ نہیں، ہپی بنے ہوئے ہیں، ٹیڈیوں کے چکر میں ہیں، ویڈیو اور فلمی گانے بج رہے ہیں اس کی فکر ہونی چاہیے، غم ہونا چاہیے کہ میدانِ حشر میں ان کا کیا حال ہو گا؟ اللہ والوں کے پاس ان کو لے جاؤ، خوشامد کرو۔ پونڈ پیش کرو، انعام کا لالچ دو کہ کچھ دین کی باتیں سنائی جا رہی ہیں وہاں چلو تو اولاد کو اللہ والا بنانے کی کوشش کرنا یہ بھی قلبِ سلیم کی علامت ہے۔ اب خود فیصلہ کرنا ہے کہ قلب سلیم ہے یا نہیں؟

۳۔ اَلَّذِیۡ یَکُوۡنُ قَلۡبُهٗ خَالِیًا عَنۡ غَلَبَةِ الشَّهَوَاتِ قلبِ سلیم وہ دل ہے جس پر نفس کا ایسا غلبہ نہ ہو کہ حلال و حرام کی تمیز نہ رہے۔ کیا مطلب؟ حلال کو دل چاہا، مرنڈا

پیو، کوک پیو، سموسے کھاؤ، جتنی چیزیں حلال ہیں وہ کھاؤ لیکن خنزیر کا گوشت کہیں ہو، کتنی ہی تعریفیں ہو رہی ہوں حرام کو مت دیکھو۔ اپنی بیوی کو دیکھو، ماں باپ کو دیکھو، ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اگر ہم دن میں سو مرتبہ دیکھیں؟ فرمایا جتنا چاہو دیکھو اللہ بہت بڑا ہے اتنا ہی ثواب دے گا۔ اس خون سے آنکھ میں جو روشنی آئی، کان میں سننے کی طاقت آئی، جو طاقت بنے اسے اللہ پر فدا کر دو، روٹی کھا کر حرام سے بچو۔ تو آپ نے جان بھی دے دی، نان بھی دے دیا۔ لہٰذا جو ظالم اِدھر اُدھر عورتوں کو تکتا ہے چاہے وہ ایئرپورٹ ہو، چاہے وہ مارکیٹنگ ہو یا شاپنگ ہو، سڑک ہو یا اسکول کی طرف سے گزرتا ہے اور لڑکیوں کو تاکتا ہے تو اس کا قلب سلیم نہیں۔ یہ بہت خطرناک مرض ہے۔ اگر دل میں اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہوتا تو شرافتِ عبدیت اس کو حرام کی طرف دیکھنے کی کبھی نہ اجازت دیتی۔ تم جدھر دیکھ رہے ہو تمہاری نظر کو اللہ بھی دیکھ رہا ہے ؎

میری نظر پہ ان کی نظر پاسباں رہی
افسوس اس احساس سے کیوں بے خبر تھے ہم

۴۔ چوتھی تفسیر اَلَّذِیْ یَکُوْنُ قَلْبُہٗ خَالِیًا عَنِ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَۃِ باطل عقیدوں سے دل پاک ہو۔ یہ نہیں کہ قبروں سے مانگ رہا ہے۔ بُرے عقیدوں سے قلب کا پاک ہونا بھی دلیل ہے قلبِ سلیم کی۔ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے مانگنا اور نالائق اور نافرمانوں کو ولی اللہ سمجھنے والا بھی قلبِ سلیم نہیں رکھتا۔ اس لیے بزرگ شاعر فرماتے ہیں ؎

گر ہوا پر اڑتا ہو وہ رات دن
ترکِ سنت جو کرے شیطان گن

سنت کے خلاف کرنے والوں کو ولی اللہ سمجھنا گناہ ہے، کفر ہے۔ آج کل یہ بھی مرض ہے کہ سٹہ کا نمبر بتانے والوں کو جو لنگوٹی باندھے نہ نماز نہ روزہ سگریٹ پی رہے ہیں، داڑھی بھی نہیں اور لوگ ان کو ولی اللہ سمجھ کر ان کے پاس چلے جاتے ہیں۔ ولی اللہ وہی ہے جو

www.khanqah.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ یہ سٹے کا نمبر بتانے والے ولی اللہ نہیں شیطان کے چیلے ہیں۔

۵۔ پانچویں تفسیر زبردست ہے بڑے اولیاء اللہ کے لیے اَلَّذِیْ یَکُوْنُ قَلْبُہٗ خَالِیًا عَمَّا سِوَی اللہِ[۴] جس کا دل غیر اللہ سے پاک ہو جس کا دل اس شعر کا مصداق ہو جائے ؎

دل میرا ہوجائے ایک میدانِ ھو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو

اور مرے تن میں بجائے آب و گِل
دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل

غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

جب دل میں اللہ ہوتا ہے تو ہر طرف اس کو اللہ نظر آتا ہے، اور دل جب غفلت میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر سمجھ لو ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شئ سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

گناہ سے دل اجڑ گیا تو ساری دنیا اجڑی ہوئی معلوم ہوگی اور دل میں اگر اللہ ہے تو ہر طرف اس کو گلستان اور خالقِ گل نظر آئے گا لیکن خالقِ گل کیسے ملتا ہے؟ دنیا کے پھولوں سے صَرفِ نظر کروگے تب خالقِ گل ملے گا۔ شاعر بزرگ اللہ والا کہتا ہے ؎

ہم نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اِک گلِ تر کے واسطے ہم نے چمن لٹا دیا

پورا لندن لٹا دو، پورا انگلینڈ لٹا دو، ورنہ انگلینڈ سے لینڈ ہی پاؤ گے اللہ نہیں پاؤ گے۔

---

[۴] روح المعانی:۱۹/۱۰۰،۱۰۱، الشعرآء(۸۹)، دار احیاء التراث، بیروت

بس دعا کرو! اللہ پاک ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرمائے، یااللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما، ماضی کے گناہوں کو عفو فرمادے، حال کو اپنی رضا سے روشن کردے اور مستقبل کو تقویٰ اور استقامت سے تابناک فرمادے، ہم سب کو اللہ والی زندگی نصیب فرما۔ یااللہ! اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے اختر کو، میرے گھر والوں کو، میرے سب احباب کو اور دوستوں کو وہاں تک پہنچادے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

❁❁❁❁

عظمتِ تعلق مع اللہ

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرّۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں
اُن کی نظر سے جو ملے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

www.khanqah.org

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاءاللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

www.khanqah.org

أَمَّا أَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب
اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں، اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ)
سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بدنظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

www.khanqah.org

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

www.khanqah.org

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)...اللہ ورسول کا نافرمان ۲)...آنکھوں کا زناکار ۳)...ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا: ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰهُ اَللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) دُرود شریف کی۔

❖❖❖❖

سکینہ وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ مومنین کے قلوب پر نازل فرماتے ہیں، یہ ہر مومن کے قلب پر نازل نہیں ہوتا بلکہ اس کا نزول صرف مومنین کاملین کے قلوب پر ہوتا ہے۔ سکینہ نہ تو زمین میں چھپا ہوتا ہے کہ پیٹرول کی مانند کھود کر نکال لیا جائے نہ کسی دوا میں ہوتا ہے کہ صبح شام گولیاں کھا کر سکینہ حاصل کیا جائے۔

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''نزولِ سکینہ'' میں نہایت تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ سکینہ کا حصول کس طرح ممکن ہے، سکینہ کے حصول کے بعد اس کی حفاظت کیسے کی جائے اور اس میں اضافہ کے لیے کیا طریقے اپنائے جائیں۔ قرآن و حدیث کے دلائل سے مدلل حضرت والا کا عالمانہ و عاشقانہ انداز میں کیا گیا یہ وعظ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری